OPEN ACCESS
ACTA ISLAMICA
ISSN (Print): 2411-7315
http://sbbu.edu.pk/actaislamica

اوائلِ عہدِ مغلیہ میں فقہ حنفی کا ارتقاء اور معروف حنفی فقہاء کا تعارف: ایک مطالعہ (1526ءتا1642ء)

A Study of the Evolution of Fiqh e Hanafi in the Early Era of Mughal Empire & the Introduction of Famous Islamic Jurists (1526-1642 C.E.)

Dr. Shahid Amin
Lecturer, Hazara University, Mansehra
shahidaminn@live.com

Dr. Anwar Ali
PST, GHSS Topi, Sawabi
anwaraliphd@gmail.com

Abstract

This research is to explore the evolution of Fiqh e Hanafi in the early times of Mughal reign in the sub-continent and also to introduce some of the prominent Islamic Jurists as well as their written contribution in the development of this Fiqh. When Zaheer ud Din Babar moved from Transoxiana (Central Asia) to the subcontinent in 1526 CE, he was accompanied by a large number of religious scholars. Babar was a good author and poet, which is why he encouraged Ulama (Religious Scholars) to write various books. On his request, Sheikh Noor-ud-Din Al-Khwafi penned a jurisprudence book titled Fatawa-e-Babri.[1] Similarly, the other Mughal Emperors had a close relationship with religious Scholars, and they were both enthralled and appreciative of Ulama for enriching literature, particularly in the field of Islamic Jurisprudence. As a result, there has been a rapid increase in Islamic literature.

Mughal Emperors also appointed the Judiciary (Quzaat) and Muftiyaan, who made judgements and provided answers to Shariah-based inquiries (Fatawa) in accordance with Fiqh-e-Hanafi. Similarly, many Ulama were teaching Fiqh and Usool e Fiqh in Madaris to spread Fiqh-e-Hanafi. Although the history of the subcontinent is littered with sacrifices, struggles, and hard labour by Islamic Scholars to improve this Fiqh in their different disciplines, this article only highlights the textual contributions of a select Islamic Jurists. Many

CC BY

well-known Islamic scholars were there, including Qazi Asad Ullah, Qazi Noorullah, Mufti Junaid Qureshi, Qazi Noor ul Haq Qadri, Shaikh Wajih-u-ddin, Qazi Hammad ud din, and others. There were two notable characters among these eminent Scholars who had a significant influence not only on the general people but also on the sub-rulers. Continent's Sheikh Ahmad Sirhindi was one of them, while Sheikh Ahmad Sirhindi was the other Sheikh Abdul-ul-Haq Muhaddith Dehlavi.

***Keywords**: Fiqh-e-Hanafi, Islamic Jurists, Babar, Mughal Emperor, Islamic authors, Sheikh Ahmad Sirhindi, Sheikh Abdul Haq*

مغلیہ عہد کا آغاز برصغیر میں ظہیر الدین بابر کی 1526ء میں آمد سے ہوا۔ اس کے ساتھ ماوراء النہر[2] کے کئی چوٹی کے حنفی علماء تشریف لائے۔ بادشاہ بابر ایک اعلیٰ پائے کا مصنف اور علم دوست شخصیت کا مالک تھا۔ یہی وجہ تھی کہ شیخ نور الدین الخوافی سے بادشاہ نے فرمائش کی کہ شرعی مسائل اور ان کے حل پر مشتمل ایک کتاب تحریر کی جائے۔ چنانچہ انہوں نے فتاویٰ بابری کے نام سے کتاب کی تصنیف کی۔[3] سولہویں صدی عیسوی میں بابر کے بعد آنے والے مغل حکمران بھی علماء کی حوصلہ افزائی کرتے رہے جس کی وجہ سے تصنیف و تالیف کے میدان میں بہت ترقی ہوئی۔ ان کے علاوہ ایسے فقہاء بھی تھے جو ہر طرح کی سرکاری سرپرستی و حوصلہ افزائی سے بے نیاز ہو کر علمی و فقہی سرمائے کو محفوظ بنانے اور امت کی راہ نمائی کے لیے گرانقدر تصنیفی خدمات سرانجام دے رہے تھے۔ ان میں مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی، شیخ عبد الحق محدث دہلوی، وغیرہ شامل تھے۔ علاوہ ازیں جب سے برصغیر میں مسلمانوں کی باقاعدہ حکومت قائم ہوئی اس وقت سے ہی قضاء وافتاء کے شعبہ جات سرکاری طور پر فعال رہے۔ چنانچہ عہدِ سلاطین میں ہر شہر میں سرکاری طور پر قاضی اور مفتی کا تقرر ہوتا۔ اسی تسلسل کو مغل حکمرانوں نے بھی جاری وساری رکھا۔

عہدِ مغلیہ کی ابتداء سے برصغیر میں فقہ حنفی کا ارتقائی سفر جاری رہا۔ فقہاء احناف کی ایک بڑی تعداد نے قضاء، افتاء، درس وتدریس، دعوت و تبلیغ، تصوف و سلوک اور تصنیف وتالیف کے مختلف میدانوں میں محنت و کوشش سے فقہ حنفی کی ترویج واشاعت میں اپنا بھرپور کردار ادا کیا۔ ان میں سے چند فقہاء کا تذکرہ کیا جاتا ہے:

1) شیخ زین الدین الخوافی (م940ھ/1533ء)

مولانا زین الدین الخوافی سولہویں صدی عیسوی کے مستند حنفی عالم تھے۔ مولانا قطب الدین خوافی کے ہاں ہرات میں ولادت ہوئی۔ ابتدائی علوم مولانا نور الدین محمد الخوافی سے حاصل کیے۔ پھر انہی کے ساتھ پہلے قندھار اور بعد میں کابل چلے گئے۔ اور بابر کے دربار میں تقرب حاصل کیا۔ صاحب تصنیف عالم تھے۔ مغل بادشاہ بابر کے ہمراہ ہندوستان آئے اور آگرہ میں مستقل سکونت اختیار کر لی جہاں ایک بڑے مدرسہ اور مسجد کی بنیاد رکھی۔[4] بابر نے اپنے بیٹے کامران کے لیے ایک

مثنوی مبیّن کے نام سے لکھی جو دینی، اخلاقی اور فقہین مسائل پر مشتمل دو ہزار اشعار پر مشتمل تھی۔ اس کو فقہ بابری یا فقہ مبیّن بھی کہا جاتا ہے۔ بابر کی اس کتاب کی شرح شیخ زین الدین نے شرح مبیّن کے نام سے تحریر کی۔[5] بابر کے عہد میں صدر الصدور کے عہدے پر فائز رہے اور بالآخر م940ھ/1533ء میں وفات پا گئے۔[6]

2) قاضی اسد اللہ کھسڑوی (م966ھ/1559ء)

قاضی اسد اللہ اپنے عہد کے معروف حنفی فقیہ اور صوفی عالم تھے۔ بادشاہ ہمایوں کی مخدوم اسد اللہ سے ملاقات اپنی معزولی کے زمانہ میں ہوئی۔ اس موقع پر بادشاہ نے ان سے دعا کی درخواست کی اور کچھ ہی عرصہ بعد دعا کا اثر ہمایوں کی دوبارہ تختِ شاہی کی صورت میں ظاہر ہوا۔ ہمایوں (م963ھ/1556ء) جب فوت ہوا تو اس کا کم عمر بیٹا اکبر تخت نشین ہوا تو اس نے حکم صادر کیا کہ ہر قریہ و بستی میں شرعی قوانین کا اجراء و نفاذ عمل میں لایا جائے اور ہر طرح کی بداعات اور گمراہیوں کا قلع قمع کیا جائے۔

سرزمینِ سندھ میں مولانا مخدوم اسد اللہ پہلے اشاعتِ دین میں مصروف تھے اور بدعت و گمراہی کے خلاف کام کر رہے تھے لیکن وہاں کے ہندوؤں نے اکبر بادشاہ کو مخدوم اسد اللہ سے متنفر کرنے اور ان کے کام رکاوٹ ڈالنے کے لیے شاہی دربار میں درخواست بھیجی۔ اس میں یہ بات لکھی گئی کہ اسد نامی شخص ایک ظالم و جابر انسان ہے جو ہندوؤں پر ظلم و ستم کرتا ہے اور جادو کے بل بوتے لوگوں پر گمراہ کرتا ہے۔ مخدوم اسد اللہ کو جب یہ خبر ملی تو اپنی تمام تر دینی کاموں کو تحریر کی شکل میں اکبر بادشاہ کے دربار میں ارسال کیا۔ بادشاہ اکبر خط پڑھ کر نہایت مسرور ہوا اور ساتھ ہی ساتھ مخدوم اسد اللہ کو علاقۂ سندھ کا قاضی و مفتی بنانے کا حکم نامہ بھی جاری کر دیا۔[7] اس حکم کے صدور سے سرکاری طور پر مولانا اسد اللہ سندھ کے قاضی اور مفتی بن گئے اور مخالفین کو سخت ہزیمت کا سامنا کرنا پڑا۔ مخدوم اسد اللہ نے کھسڑا کے قریبی علاقہ پپری کے شہر میں مستقل رہائش اختیار کی اور وہاں پر مسجد بھی تعمیر کرائی۔ بالآخر مخدوم اسد اللہ کھسڑوی کا انتقال اسی شہر میں 966ھ/1559ء میں ہوا۔

3) قاضی ابو المعالی بخاری

قاضی ابو المعالی بخاری سولہویں صدی عیسوی کے ایک ماہر عالم اور فقیہ تھے۔ اس زمانے میں فقہ اور اصولِ فقہ میں ان کا کوئی ثانی نہیں تھا۔ علومِ فقہ میں مہارت اور رسوخ کی وجہ سے 960ھ/1553ء میں دربارِ اکبری میں پہنچتے ہیں اور شہر آگرہ کا عہدۂ قضا ان کے سپرد کر دیا جاتا ہے۔ مولوی رحمان علی فقہ حنفی پر ان کی مہارت، کمال، رسوخ اور دسترس کا تذکرہ اپنی کتاب تذکرہ علماء ہند میں ان الفاظ سے کرتے ہیں:

> ”وہ علم فقہ میں اس قدر مہارت رکھتے ہیں کہ اگر بالفرض فقہ حنفی کی تمام کتابیں دنیا سے ختم ہو جاتیں تو وہ انہیں از سرِ نو تحریر کر سکتے تھے۔“[8]

اس کے علاوہ علامہ لکھنوی نزہۃ الخواطر میں رقم طراز ہیں:

"علم فقہ پر عبور کی وجہ سے انہوں نے ایک مفصل و مبسوط کتاب حسب المفتی کے نام سے لکھی جو ساٹھ (60) جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس کا ایک نسخہ ہندوستان میں پٹنہ کی خدا بخش لائبریری میں دستیاب ہے۔ اس کا آغاز الحمد لله الذی جعل العلم هداية الى الدرجات العظمى کے الفاظ سے مفتی صاحب نے کیا ہے۔"[9]

علمِ فقہ میں قاضی ابو معالی بخاری کی مہارت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ مسائلِ فقہ پر حسب المفتی کے نام سے مفصل کتاب لکھی جو ساٹھ (60) جلدوں میں پایۂ تکمیل کو پہنچی۔ ان کی کتاب کے نسخے رام پور، بانکی پور، انڈیا آفس لندن اور قاہرہ کی لائبریریوں میں محفوظ ہیں۔[10]

4) مفتی عبد الغفور امروہی (م 990ھ/1582ء)

امروہہ کے رہنے والے مفتی عبد الغفور بن مفتی عبد الملک الحسینی سولہویں صدی عیسوی کے مایہ ناز حنفی فقیہ تھے۔ فقہ اور اصولِ فقہ میں مہارت تامہ حاصل تھی اور اس کا سبب ان کے والد کی فقہی بصیرت تھی جو امروہہ کے عہدۂ افتاء پر عرصہ دراز تک متمکن رہے۔ اور جب مفتی عبد الملک کا سانحۂ ارتحال 950ھ/1543ء میں ہو تو مسند افتاء کی ذمہ داریاں مفتی عبد الغفور کے سپرد کر دی گئیں۔ مسلسل چالیس (40) سال تک بحسن و خوبی بحیثیتِ مفتی ذمہ داریاں نبھائیں۔ بالآخر 990ھ/1582ء میں فوت ہوئے جس کے بعد ان کے بیٹے مفتی عبد القدوس کو یہ عہدہ تفویض کر دیا گیا۔[11]

5) مفتی وجیہہ الدین علوی گجراتی (م 998ھ/1589ء)

گجرات کے مضافات میں مفتی وجیہہ الدین علوی کی ماہ محرم 911ھ/1505ء میں ولادت ہوئی۔[12] علومِ ظاہرہ و باطنہ میں مہارت حاصل تھی جس کی وجہ سے حکمرانِ وقت سلطان محمود گجراتی کے ہاں بہت قدر و منزلت اور احترام حاصل تھا۔ سلطان آپ کی رائے اور فتویٰ کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا تھا۔ مفتی وجیہہ الدین اعلیٰ پایہ کے مصنف بھی تھے اور کئی فنون کی گراں قدر کتب تحریر کیں۔ حنفی فقہ کی دو مشہور کتابوں پر حاشیہ لکھا جو درج ذیل ہیں:

الف) حاشیہ ہدایت الفقہ

فقہ حنفی کے متون کی کتب میں سے ایک متن ہدایۃ الفقہ پر ایک بہترین حاشیہ تحریر کیا۔

ب) حاشیہ شرح وقایہ

اسی طرح درس نظامی کے نصاب میں شامل کتاب شرح وقایہ پر بھی ایک مفید حاشیہ لکھا۔

دیگر موضوعات پر بھی کتب تحریر کیں، کل ستائیس (27) کتب کی تفصیل اسحاق بھٹی نے فقہائے ہند میں دی ہے۔[13] مفتی وجیہہ الدین علوی کا انتقال 29 صفر 998ھ/1589ء کو ہوا اور گجرات کے علاقے احمد آباد میں تدفین

ہوئی۔[14]

6) قاضی گجرات حماد الدین

علامہ حماد الدین بن محمد اکرم گجرات کے رہنے والے جید حنفی عالم تھے۔علومِ فقہ میں مہارت حاصل تھی جس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ فقہی مسائل کی جزئیات تک از بر تھیں۔ فقہی مہارت نے ان کو دنیاوی طور پر ایک نہایت ہی اہم منصب کا ذمہ دار بنادیا اور یوں علاقہ نہروالہ کے قاضی القضاۃ بن گئے۔ فتاویٰ حمادیہ کے مؤلف مفتی رکن الدین ناگوری نے یہ فتاویٰ قاضی حماد الدین ہی کے حکم سے تالیف کیا۔اس فتاویٰ کی ابتداء میں انہوں نے قاضی صاحب کی خوبیاں بیان کیں اور ان کی علمیت کی شہادت دی۔[15]

7) مخدوم نوح سرور ہالائی (م998ھ/1590ء)

مخدوم نعمت اللہ بن اسحاق کے گھر 27 رمضان المبارک 911ھ/21 فروری 1504ء کو ہالا کنڈی (ہالا قدیم)[16] کے علاقے میں مخدوم نوح سرور لطف اللہ کی پیدائش ہوئی۔[17] آپ کا اصل نام لطف اللہ تھا اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اولاد میں ہونے کی وجہ سے صدیقی وقریشی تھے۔ابتدائی عمر میں حفظِ قرآن کریم کی سعادت حاصل کی۔اس وقت عمر مبارک صرف سات سال کی تھی۔ تفسیر، حدیث، اصول، فقہ وغیرہ علوم میں اپنا ثانی نہ رکھتے تھے۔علومِ ظاہرہ کے ساتھ ساتھ علوم باطنہ کے بھی ماہر تھے اور سلسلہ سہروردیہ کے بزرگ تھے۔ تقریر، وعظ ونصیحت، درس وتدریس، وغیرہ امور کے ساتھ ساتھ علوم کو محفوظ کرنے اور اگلی نسلوں تک پہنچانے کے لیے تصنیف کے شعبہ میں گرانقدر خدمات سرانجام دیں۔

مخدوم نوح سرور ہالائی کا مفید ترین تصنیفی کام فارسی زبان میں قرآن مجید ''القرآن الحکیم'' کے نام سے موسوم ترجمہ اور تفسیر ہے۔سابق چیئرمین سندھ ادبی بورڈ علامہ غلام مصطفی نے نہ صرف اس مخطوطے کی جانچ پڑتال اور حواشی و مقدمہ لکھنے کا کام کیا بلکہ اس کو 1401ھ/1981ء میں اسی ادارے سے شائع بھی کیا۔انہوں نے مفسر مخدوم نوح سرور کی اس تفسیر کی کئی خوبیاں تحریر کیں۔[18] چند ایک خصوصیات درج ذیل ہیں:

1) قدامت میں اسے اولیت کا شرف حاصل ہے۔[19]

2) ہر صفحے کے داہنی طرف قرآن کریم کا اصل متن ہے۔اس کے بالمقابل ہر صفحے پر آیات کا سلیس اور جامع ترجمہ ہے۔

3) متشابہ آیات کی تاویل وتشریح موجود ہے۔

4) آسان زبان میں ترجمے کی وجہ سے عالم اور غیر عالم سب کے لیے استفادہ آسان ہے۔

5) قرآن کریم کی ایک سو چودہ سورتوں کے آغاز میں "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" کا ایک سو چودہ دفعہ ترجمہ کیا گیا ہے لیکن خاص بات یہ ہے کہ ہر ترجمہ دوسرے سے مختلف ہے۔

6) ترجمہ و تفسیر سلف کے اسلوب کے مطابق ہے۔

7) ترجمہ کے ساتھ دی گئیں تعلیقات مطالب و معانی کے سمجھنے میں مفید ہیں۔

8) ترجمہ و تفسیر کرتے ہوئے عربی زبان کے محاورات، عرف اور قواعد کا بہترین استعمال مترجم و مفسر کی زبان دانی پر دلالت کرتی ہے۔

9) تفسیر بالاحادیث نبویہ کا بھی التزام کیا گیا ہے۔ چنانچہ جہاں ضرورت سمجھی نبی کریم ﷺ کی احادیث کو ذکر کرتے ہیں۔

10) آیات قرآنیہ میں سے جہاں جہاں مسائل و احکام مستنبط ہوتے ہیں انہیں فقہائے احناف کے دلائل کے ساتھ بالتفصیل ذکر کرتے ہیں۔[20]

ان خصوصیات سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ فارسی زبان میں مخدوم نوح کی طرف سے ایک بیش بہا تحفہ ہے جس سے استفادہ کرنا چاہیے۔ ستاسی (87) سال کی عمر میں 27 ذی القعدہ 998ھ[21] /1590ء کو مخدوم نوح سرور ہالائی کا انتقال ہوا اور ہالا کنڈی (ہالا قدیم) میں مدفون ہوئے۔[22]

8) مفتی جنید قریشی ملتانی (م999ھ/1591ء)

سولھویں صدی عیسوی کے فقہ حنفی کے بہترین عالم و فقیہ شیخ بہاءالدین قریشی ملتانی کے فرزندِ ارجمند مفتی جنید قریشی ملتانی تھے۔[23] بنیادی کتب کی تعلیم گھر پر ہی اپنے والد مولانا بہاءالدین قریشی سے حاصل کی۔ مولانا بہاءالدین اپنے علاقہ کے مفتی اور مانے ہوئے مدرس تھے۔ والد کی وفات کے بعد یہ دونوں مسندیں مفتی جنید قریشی سنبھالیں۔ اللہ تعالیٰ نے علم و فن کے ساتھ ساتھ تقویٰ و مہمان نوازی کی صفات سے بھی نوازا تھا۔ آگرہ کے علاقہ اکبر آباد میں ان کا انتقال 998ھ/1590ء یا 999ھ/1591ء میں ہوا۔ انتقال کے بعد وہیں پر دفن کیے گئے۔[24]

9) شیخ مبارک ناگوری (م1001ھ/1593ء)

خِضر ناگوری کے ہاں اجمیر کے مضافات میں ناگور کے مقام پر شیخ مبارک کی 911ھ/1505ء میں ولادت ہوئی۔[25] اپنے عہد کے نامور فقیہ تھے۔ دینی علوم کی ابتداء اپنے آبائی علاقہ میں کی۔ بعد ازاں گجرات کے شہر احمد آباد میں وہاں کے مشہور علماء مولانا عماد الدین طارمی اور ابو الفضل خطیب گاذرونی سے حصولِ علم کے لیے ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیے۔[26] علوم قرآن، تفسیر، حدیث، اصول، فقہ وغیرہ کے علاوہ تقویٰ و ورع، توکل علی اللہ، استغناء اور صلاح و مجاہدہ میں بھی اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر بڑی سختی سے عمل پیرا

تھے۔ علامہ شیخ یوسف سندھی سے تصوف و سلوک کی لائن میں بیعت واجازت سے سرفراز ہوئے۔ اس کے بعد اپنے شیخ کے حکم سے آگرہ میں حدیث کا علم حاصل کرنے میر رفیع الدین شیرازی کے درسِ حدیث کے حلقہ میں شریک ہوئے۔ علامہ میر رفیع الدین شیرازی صرف ایک واسطے سے جب کہ شیخ مبارک ناگوری دو واسطوں سے شارحِ بخاری علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی کے شاگرد تھے۔[27]

مولانا شیخ مبارک ناگوری نے بادشاہ اکبر کے دربار تک رسائی حاصل کی۔ ہندوؤں میں سے ایک برہمن نے رسول اللہ حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ کی شان میں گستاخی کی۔ اس واقعہ پر اکبر کے دربار میں اس کے قتل کی سزا پر علماء کرام کے دو گروہ بن گئے اور اس کی سزا کے بارے میں کوئی حتمی فیصلہ نہیں ہو رہا تھا۔ ان جید علماء میں شیخ منور بن عبد الحمید لاہوری گورنر مالوہ اور صاحب تفسیر الدر النظیم فی ترتیب الای و سور القرآن الکریم بھی برہمن کے قتل کے کے حق میں تھے۔ اور اپنی رائے کی تائید کے لیے انہوں نے ایک رسالہ بھی تحریر کیا جس کا نام الحق الصریح فی اثبات عدم قبول التوبة لساب النبی ﷺ تھا۔[28] آخر کار صدر الصدور شیخ عبد النبی نے اس کے قتل کرنے کی سزا پر عمل درآمد کا حکم دیا۔ اس واقعہ کے بعد شیخ مبارک ناگوری نے بادشاہ کو رائے دی کہ سلطنت کے احکامات کی طرح شرعی احکام کا اختیار بادشاہ کے ہاتھ میں ہونا چاہیے۔ چنانچہ اس حوالے سے ایک تحریر عمل میں لائی گئی جس میں علماء کرام کے اختیارات کی حدود و تعیین کی وضاحت کی گئی تھی۔ اس دستاویز پر تمام علماء نے مہرِ تصدیق ثبت کی۔

شیخ مبارک نے اپنی آخری عمر میں قرآن کریم کی تفسیر املا کرائی جو چار بڑی جلدوں میں تکمیل پذیر ہوئی۔ اس تفسیر کا نام شیخ مبارک نے منبع عیون المعانی و مطلع شموس المثانی رکھا۔ یہ تفسیر شیخ مبارک کے تمام علوم کا نچوڑ اور پوری زندگی کا حاصل تھا۔ تفسیر کے مقدمہ میں شیخ مبارک ناگوری نے اپنی حیات و حالات، اپنے اساتذہ اور اپنے مذہبِ حنفی کو واضح کیا ہے۔ اس کے علاوہ اس تفسیر کے لکھنے کی غرض و غایت اور اہم خصوصیات کا بھی احاطہ کیا ہے۔ اس تفسیر کی چند خصوصیات درج ذیل ہیں:

- تفسیر میں قرأت عشرہ کا اہتمام کیا گیا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت شیخ نے قرآن مجید کو دس قرأتوں سے حفظ کیا تھا۔[29]
- سورت کی تفسیر کرتے ہوئے آغاز میں سورت کا مضمون بیان کر دیتے ہیں جس سے قاری کے ذہن میں تفسیر پڑھتے ہوئے سورت کا مضمون مستحضر رہتا ہے اور سورت کے مطالب ذہن نشین ہو جاتے ہیں۔ اس کے بعد سورت کا نظم اور وجۂ نظم بیان کرتے ہیں مثلاً سورۃ الضحیٰ کا ربط سورۃ الیل سے بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

  ''سورہ والیل میں حضرت ابو بکرؓ کی تعریف کی گئی ہے اور سورہ والضحیٰ میں رسول اللہ ﷺ کی نعت بیان کی گئی ہے۔''[30]

- شیخ مبارک نے تفسیر کے آغاز میں ایک مقدمہ علوم القرآن سے متعلق لکھا ہے جس میں عربی زبان کی فضیلت، نزولِ قرآن کا ذکر، سورتوں کی تنزیل و ترتیب، قرأتوں کا اختلاف، الفاظ کی کتابت، مفسرین کا اندازِ بیان، اہل لغت و فصحاء کے اسالیب وغیرہ پر مفصل بحث کی ہے جس سے ان کی غیر معمولی علمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔
- سورتوں کی ابتداء میں ان کے اسماء لکھنے کے بعد ہر نام کی توجیہ کرتے ہیں مثلاً سورۃ الفاتحہ کے تیس (30) نام گنوائے ہیں اور اس کے بعد ان کی وضاحت کی ہے۔
- تفسیرِ مبارک کی خصوصیات میں سے آیات کے تحت مسائل و احکام کا استنباط بھی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ بنیادی مسائل کو احناف کے مذہب کے مطابق احکام کی آیات کی تفسیر کے ذیل میں تحریر کیا ہے۔
- لا یعنی، غلط، موضوع، شانِ انبیاء سے مناسبت نہ رکھنے والے واقعات سے اجتناب کرتے ہوئے صرف مستند حالات و واقعات کو بیان کیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر سورۃ کے یوسف کی تفسیر میں سیدنا یوسف علی نبینا و علیہما الصلوٰۃ والسلام کے واقعات میں مستند روایات کو بیان کرنے کا التزام کیا گیا ہے۔ انہی روایات پر اکتفا کیا گیا ہے جن سے یوسف علیہ السلام کی برأت کا پہلو واضح ہوتا ہے۔[31]
- تفسیر مبارک کی ایک خوبی یہ ہے کہ اس کو سلف کی تفاسیر کی روشنی میں لکھا گیا ہے۔ اس بات کا اظہار شیخ مبارک نے تفسیر کے مقدمے میں کیا ہے اور ان ماخذ و مراجع کا ذکر کیا ہے جیسے طلبی، غسانی اور زاہدی۔

ان خصوصیات سے متّصف تفسیر عہدِ اکبری میں لکھی گئی تھی لیکن افسوس کہ آج تک یہ تفسیر طبع ہو کر نہیں آئی اور عوام و خواص اس تفسیر سے نفع اٹھانے سے محروم ہیں۔ شیخ مبارک کی وفات لاہور میں 17 ذی قعدہ 1001ھ/1593ء میں ہوئی۔[32]

10) قاضی الٰہ داد سلطان پوری (م1006ھ/1597ء)

سولہویں صدی کے حنفی فقیہ اور الٰہ آباد کے قاضی، مولانا الٰہ داد حنفی سلطان پوری تھے۔ علوم کی تحصیل شیخ عبد اللہ بن شمس الدین سلطان پوری سے کر کے ماہرِ علوم و فنون ہو گئے۔[33] علومِ فقہ میں ان کا کوئی ثانی نہ تھا۔ فراغتِ علوم دینیہ کے شعبہ تدریس سے وابستگی اختیار کر لی اور فتویٰ نویسی کے فن میں بھی قدم جمائے رکھے۔ کچھ ہی عرصہ میں درس اور فتویٰ کی شہرت ہوئی اور اپنے عہد کے مستند مفتیان میں شمار ہونے لگا۔ اسی کا اثر تھا کہ اپنے علاقہ الٰہ آباد کے شعبۂ قضاء کے ذمہ دار مقرر ہوئے۔

قاضی الہ داد سلطان پوری کی آخری عمر گوشہ نشینی میں گزری اور بہت ہی معمولی گزر بسر اور بقدرِ کفایت معاش زندگی کے بقیہ ایام بسر کرنے لگے۔ قاضی الٰہ داد نے تصنیفی خدمت بھی انجام دیں اور چند کتابیں بطورِ یادگار چھوڑیں۔ ان کتب کے نام ہیں، کشف الغمۃ اور منہاج الدین۔ قاضی الٰہ داد سلطان پوری کی وفات 1006ھ/1597ء میں ہوئی۔[34]

11) مجدد الف ثانی (م1034ھ/ 1624ء)

14 شوال 971ھ[35] بمطابق 16 مئی 1564ء کو سرزمینِ سرہند ضلع پٹیالہ پنجاب میں شیخ عبد الاحد بن زین العابدین کے ہاں مجدد الف ثانی کی پیدائش ہوئی۔ اصل نام احمد تھا اور سیدنا عمر فاروقؓ کی اولاد میں ہونے کی وجہ سے فاروقی قریشی تھے۔

بنیادی علوم کی تحصیل اپنے والد شیخ عبد الاحد سے کی۔ قرآن کریم کا حفظ مکمل کرنے کے بعد علوم دینیہ کی تحصیل کے لیے نکلے۔ منطق، فلسفہ، علم الکلام اور حدیث کی کچھ کتب اس عہد کے نامور علماء سے پڑھیں جن میں ملا کمال کشمیری (م 1017ھ/ 1608ء)، محدثِ عصر شیخ یعقوب صرفی کشمیری (م 1003ھ/1594ء) اور قاضی بہلول بدخشانی شامل ہیں۔ بیس (20) برس کی نوعمری میں آگرہ ہجرت کر کے مشہور درباری علماء خاص بور پر فیضی (م1595ء) ابو الفضل (م1602ء) کے ساتھ تعلقات استوار کیے۔ اس کے کچھ عرصے کے بعد آگرہ سے واپس آبائی علاقے سرہند آگئے اور اپنے والد سے تصوف و سلوک کی چند ضروری کتابوں کا درس لیا۔ ان کتب میں شیخ ابو بکر کلاباذی (م 390ھ/1000ء) کی معروف کتاب التعرف لمذاهب اهل التصوف، علامہ شہاب الدین سہروردی (م 632ھ/ 1234ء) کی عوارف المعارف اور شیخ ابن عربی (م638ھ/1240ء) کی فصوص الحکم شامل ہیں۔[36]

جب سرہند سے حج بیت اللہ شریف کے ارادے سے 1008ھ/1600ء میں نکلے تو دہلی میں علامہ حسن کشمیری نے خواجہ باقی باللہ کے درِ اقدس کی جانب راہ نمائی کی۔ چنانچہ شیخ المشائخ کی خدمت میں حاضر ہو کر دواڑھائی مہینوں تک ان خدمت میں رہے اور سلسلۂ نقشبندیہ کے اسباق ان کی زیرِ سرپرستی مکمل واپس سرہند تشریف لے آئے۔ اس کے کچھ عرصہ بعد دوسری مرتبہ حاضرِ خدمت ہوئے تو اجازت و خلافت کی خلعت لے کر لوٹے۔[37]

شیخ احمد سرہندی نے تصنیف و تالیف کے میدان میں بہت ہی اہم کام کیا۔ عوام و خواص جن میں علماءِ دین، وزراءِ مملکت، عمائدینِ سلطنت، بادشاہِ وقت، صوفیاءِ کرام شامل تھے، ان کی دینی راہ نمائی کے لیے ان کے نام خطوط لکھے۔ آپ کی مشہور کتب درج ذیل ہیں:

الف) اثبات النبوۃ

نبوت کی اہمیت، ضرورت اور اثبات پر یہ رسالہ لکھ کر اپنے دور کے بڑے فتنے کا راستہ روکا۔ اس رسالے میں معترضین کے اشکالات و اعتراضات کے نہ صرف مسکت جوابات دیئے بلکہ ان کا رد بھی کیا۔

ب) الرسالة التهليلية

الرسالہ التہلیلیہ عربی زبان میں لکھا گیا ہے جس میں کلمہ طیبہ کے بارے میں بحث کی گئی ہے۔ نیز اس کے اندر چھپے رموز کو بیان کیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر لفظِ اللہ کی تحقیق اور اس کے لطائف، دلائلِ توحید اور کلمہ طیبہ کے فضائل وغیرہ کے

متعلق بحث کی گئی ہے۔

ج) مکتوباتِ امامِ ربانی

مولانا ابو الحسن علی ندویؒ کے بقول شیخ مجدد کی سب سے بڑی اصلاحی اور علمی کاوش عربی و فارسی میں تحریر کردہ مکتوبات کی صورت میں ہمارے پاس موجود ہیں۔ان مکتوبات میں اپنے زمانے کے مختلف فتنوں کی نشاندہی کی گئی اور متعلقہ اشخاص کو تنبیہ کی گئی۔مثال کے طور پر بادشاہ اکبر کے دور کے فتنہ دینِ الٰہی کی طرف توجہ دلانا، علماء کرام کے منصب ومقام کی یاد دہانی، علماء سوء کی بد کرداریوں کا بیان، تصوف سے متعلق جاہل صوفیاء کے گمراہی پر مشتمل تصورات پر متنبہ کرنا، مسلمانوں کی پستی، اور دیگر امور پر مختلف لوگوں کو خطوط لکھ کر ان کو تنبیہ کی۔علاوہ ازیں دیگر کتب میں رسالہ ردروافض، شرح رباعیات، معارف لدنیہ، المبدأ والمعاد اور مکاشفات عینیہ وغیرہ شامل ہیں۔[38]

تجدیدی کارنامے

شیخ مجدد الف ثانیؒ نے مختصر سی عمر میں کئی جہتوں سے تجدیدی کام کیا۔مثلاً ایک جانب علماء کرام کو ان کے اصل کام، مقام اور مرتبے کی یاد دہانی کرائی تو دوسری جانب علماء سوء کو ان کے برے کردار پر تنبیہ کی۔ان کے علاوہ تصوف و سلوک سے وابستہ جاہل صوفیاء کی اس راہ میں رائج کردہ کی بدعات و خرافات کا بھی رد فرمایا۔اسی طرح امورِ سلطنت سنبھالنے والوں خاص کر بادشاہِ وقت اور اس کے وزراء و امراء کی اصلاح کے لیے کوششیں کیں۔آپ کی انہی کوششوں کا نتیجہ تھا کہ جہاں گیر بادشاہ اور اس کے بعد کے عہد میں دینی امور کے اجراء اور خلافِ شرع امور پر پابندی سے متعلق احکامات صادر ہوئے۔بادشاہ شاہ جہاں کئی آداب ورسوم جو شرعی احکامات کے خلاف تھے کو بند کرتا ہے تو اورنگ زیب عالم گیر فقہ حنفی کو اسلامی قانون کے طور پر عملاً ملک میں نافذ کر دیتا ہے۔اورنگ زیب ہمیشہ شیخ مجدد کے بیٹے خواجہ محمد معصوم مجددی کو شرعی راہنمائی کے لیے اپنے ساتھ رکھتے۔اور ان سب سے بڑھ کر فتاوٰی ہندیہ المعروف فتاویٰ عالم گیری کی تدوین کا کارنامہ اورنگ زیب ہی کا مقدر تھا جو حنفی فقہ کی برصغیر میں سرکاری طور پر نفاذ کا واضح ثبوت ہے۔لہذا برصغیر میں فقہ حنفی کی تنفیذ و اشاعت میں شیخ مجدد الف ثانیؒ کا کردار بنیادی اور کلیدی حیثیت رکھتا ہے۔مجدد الف ثانی احمد سرہندیؒ نے تریسٹھ (63) سال کی عمر میں سرہند کے مقام پر 29 صفر 1034ھ/30 نومبر 1624ء کو بدھ کے روز اشراق کے وقت دنیائے فانی کو خیر باد کہا۔[39]

12) شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م 1052ھ/3-1642ء)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی بن شیخ سیف الدین بخاری محدث دہلوی اپنے عہد کے نامور فقیہ اور محدث تھے۔آپ کی ولادت دہلی شہر میں 958ھ بمطابق 1551ء کو ہوئی۔[40] ابتداءً قرآن مجید اپنے والدِ گرامی شیخ سیف الدین سے فقط دو یا تین ماہ میں مکمل پڑھا۔بعد ازاں ابتدائی کتب مثلاً فارسی، عربی، صرف و نحو، شرح عقائد، کافیہ وغیرہ محض پندرہ (15) سال کی عمر مولانا محمد مقیم سے پڑھیں جو مولانا محمد امیر مرتضیٰ شریفی کے شاگردِ رشید تھے۔اس کے بعد تصوف و سلوک کی منازل

طے کرنے کے لیے شیخ موسیٰ بن حامد الحسینی اُچی کے ہاں تشریف لے گئے اور ان کے ہاتھ پر بیعت کی۔ آپ نے پہلی مرتبہ 995ھ بمطابق 1587ء میں حج کیا اور وہاں سے واپسی پر احمد آباد میں مقیم ہو کر میں حج کی سعادت حاصل کی۔ بعد ازاں احمد آباد میں عرصہ تک مقیم رہے اور اپنے شیخ سے قادریہ سلسلہ کے اسباق مکمل کیے۔

دوسری مرتبہ حجِ بیت اللہ کی سعادت 998ھ بمطابق 1590ء میں حاصل ہوئی۔ وہاں پر حرمین کے شیوخ الحدیث سے اجازتِ حدیث لی اور ہندوستان واپس تشریف لے آئے۔ یہاں آکر ایک لمبا عرصہ حدیثِ نبوی ﷺ کی تعلیم عام فرماتے رہے۔ تعلیمِ حدیث کے ساتھ ساتھ افتاء کا کام بھی کرتے رہے۔ لوگ اپنے مسائل کے شرعی حل کے لیے آپ کے ہاں آتے۔ حدیث و فقہ کی تعلیم کے علاوہ تصنیفی خدمات بھی جاری رہیں۔ نہ صرف کئی ساری کتب تحریر کیں بلکہ بہت ساری کتابوں کے فارسی میں تراجم کیے اور کئی کتب پر حواشی لکھے۔ آپ چھوٹی بڑی سو (100) سے زائد کتابوں کے مصنف ہیں۔[41] آپ کی ان کتبِ کثیرہ میں سے چند معروف کتابوں کا تذکرہ ذیل کی سطور میں کیا جاتا ہے:-

الف) فتح المنان فی مناقب نعمان

فقہ کے موضوع پر تحریر کردہ شیخ عبد الحق کی کتب میں سے ایک کتاب فتح المنان فی مناقب نعمان[42] ہے۔ اس کتاب کو عربی میں لکھا ہے اور امام ابو حنیفہؒ کے مناقب کے ساتھ ساتھ حنفی فقہ کی تائید میں تحریر کی گئی ہے۔ کتاب ہذا میں مصنف نے کئی عنوانات قائم کیے ہیں اور ان کے ذیل میں احادیث کو جمع کیا ہے۔ جس کے بعد ائمہ اربعہ کے مسائل کو لکھ کر ان پر دلائل کے ساتھ جرح کی ہے۔ پھر ان مسائل کو اصل مأخذ سے نقل کر کے بحث کی ہے۔ اس کے بعد امام ابو حنیفہ کے مأخذ کو ترجیح دی ہے۔ اس کتاب کا ایک قلمی نسخہ ہے جو کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد دکن میں محفوظ ہے۔[43]

ب) الفوائد

الفوائد نامی اس کتاب میں شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے عقائد اور فقہ کو بیان کیا ہے یعنی شریعت اور طریقت کے درمیان پائے جانے والے ربط کو ذکر کیا ہے۔ اس کتاب کا قلمی نسخہ بانکی پور کی لائبریری میں آج بھی دستیاب ہے۔[44]

ج) هداية الناسک الی طریق المناسک

شیخ عبد الحق کی علم فقہ سے متعلق ایک اور کتاب هداية الناسک الی طریق المناسک ہے۔ اس کتاب میں شیخ عبد الحق نے حج کے احکام و مناسک کے ساتھ ساتھ آدابِ زیارتِ حرمین شریفین سے متعلقہ تمام مسائل کا احاطہ کیا ہے۔

شیخ عبد الحق نے دیگر موضوعات پر کئی کتب تحریر کیں ہیں۔ صاحبِ نزہۃ الخواطر نے ان کی 16 کتب کا تذکرہ کیا ہے۔[45] مولانا عبد الحق محدث دہلوی کا انتقال شہرِ دہلی میں 1052ھ/3-1642ء میں ہوا اور انہیں قطب صاحب کے مقبرے میں حوضِ شمسی کے کنارے دفن کیا گیا۔[46]

نتائجِ بحث

اس مقالے میں برصغیر میں مغلیہ خاندان کے ابتدائی حکمرانوں کے دور میں فقہ حنفی کے ارتقاء کا مطالعہ اور اس دور کے نامور بارہ (12) فقہاء کا تعارف اور ان کی تصنیفی خدمات کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ اس دور کے حکمران خصوصًا بابر اور ہمایوں علم دوست اور علماء کے قدردان تھے اور اہلِ علم کی سرپرستی و حوصلہ افزائی کرنے والے تھے۔ اکبر کے زمانے میں اگرچہ مشکلات تھیں لیکن بہر حال علماء اپنی ذمہ داریوں سے آگاہ تھے اور ہر قسم کے اچھے برے حالات میں عوام و خواص کی شرعی راہ نمائی کرتے رہے۔ فقہ اور علومِ فقہ کو عام کرتے رہے اور یوں حنفی فقہ کی ترویج اور اشاعت ہوتی رہی۔ اس دور کے فقہاء نے موجود فقہی متون کے حواشی، تعلیقات، حواشی در حواشی اور اس کے ساتھ ساتھ فتاویٰ کی کتب کی تصنیف کی جیسے کہ شیخ زین الدین الخوافی نے شرح مبیّن، قاضی ابوالمعالی بخاری نے حسب المفتی، مفتی وجیہہ الدین علوی گجراتی نے حاشیہ ہدایت الفقہ اور حاشیہ شرح وقایہ، مخدوم نوح سرور نے تفسیر القرآن الحکیم اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے فتح المنان فی مناقب نعمان کی تصنیف کی۔ اس کے علاوہ حکمرانوں کی فقہی دلچسپی اور علماء کی سرپرستی و حوصلہ افزائی نے پورے ماحول کو متاثر کیا۔ اس سے تصنیفی میدان میں فقہاء کی سرگرمیوں میں بھی اضافہ ہوا۔ اسی وجہ سے ان فقہاء نے اپنی صلاحیتیں استعمال کیں اور یہ تمام کاوشیں حنفی فقہ کی ترویج اور فروغ کا باعث بنیں۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات (References)

[1] خان، ڈاکٹر، علاؤالدین، عہدِ اورنگ زیب میں علماء کی خدمات، البلاغ پبلیکیشنز: N-1، ابوالفضل انکلیو، نئی دہلی۔25، ط2013، ص144

Khan, Ala`ud Din, *E`hde Aurangzeb ma` Ulama Ki Khidmaat*, (Al-Balagh Publications N-1, Abu`al Fazal in clew, New Delhi-25, 2013), P 144

[2] ماوراء النہر (Transoxiana) وسط ایشیا کے ایک علاقہ کو کہا جاتا ہے جس میں موجودہ تاجکستان، ازبکستان اور جنوب مغربی قازقستان کے علاقے شامل ہیں۔

Transoxiana in Central Asia is the place which comprises of contemporary Tajikistan, Uzbekistan and South Western Kazakhstan.

[3] خان، عہدِ اورنگ زیب میں علماء کی خدمات، ص144

Khan, *E`hde Aurangzeb ma` Ulama Ki Khidmaat* , P 144

[4] لکھنوی، سید عبدالحی الحسنی (م1341ھ)، مولانا، نزھۃ الخواطر و بھجۃ المسامع والنواظر، دار ابن حزم بیروت، 1999ء، ج 4، ص 342

Lukhna`wi, Syed Abdul Hay`ee Al-Hasani, *Nuzhat`al Khawatir wa`Bahtat al`Masami wa al Nawazir*, (Dar-e-ibn-e-Hazam Bayrut, 1999), V 4, P 342

[5] بھٹی، محمد اسحاق، فقہائے ہند، دار النوادر اردو بازار لاہور، ط:2013ء، ج 3، ص 465

Bhati, Muhammad Ishaq, *Fuqaha- e-Hind*, (Dar-un-Nawa`dir Urdu Bazar, Lahore, 2013), V 3, P 465

[6] لکھنوی، نزھۃ الخواطر، ج4، ص 342

Lukhna`wi, *Nuzhat`al Khawatir*, V 4, P 342

[7] وفائی، دین محمد، ترجمہ ڈاکٹر عزیز انصاری/عبداللہ وریاہ، تذکرہ مشاہیر سندھ، سندھی ادبی بورڈ، جام شورو، سندھ، ط2005ء، ج دوم۔سوم، ص122

Wafai`, Din Muhammad, Translation Dr. Aziz Ansari & Abdullah Waryah, *Tazkirah Masha`heer e Sindh*, (Sindhi Adabi Board, Jam Shoro, Sindh, 2005), V 2-3, P 122

[8] رحمان علی، مولوی، تذکرہ علماءِ ہند، ترجمہ ڈاکٹر محمد ایوب قادری، پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی، کراچی، ط اول 1961، ص98

Rehman Ali, Maulvi, *Tazkira Ulema-e-Hind,Translation Dr. M. Ayub Qadri,* (Pakistan Historical Society, Karachi, 1st Edition 1961), P 98

[9] لکھنوی، نزھۃ الخواطر، ج4، ص302

Lukhna`wi, *Nuzhat`al Khawatir*, V 4, P 302

[10] بھٹی، فقہائے ہند، ص523

Bhati, *Fuqaha- e-Hind*, V 3, P 523

[11] لکھنوی، نزھۃ الخواطر، ج4، ص370

Lukhna`wi, *Nuzhat`al Khawatir*, V 4, P 370

[12] رحمان علی، تذکرہ علماءِ ہند، ص456

Rehman Ali, *Tazkira Ulema-e-Hind*, P 456

[13] بھٹی، فقہائے ہند، ج3، ص714

Bhati, *Fuqaha- e-Hind*, V 3, P 714

[14] رحمان علی، تذکرہ علماءِ ہند، ص457

Rehman Ali, *Tazkira Ulema-e-Hind*, P 457

[15] لکھنوی، نزھۃالخواطر، ج3، ص248

Lukhna`wi, *Nuzhat`al Khawatir*, V 3, P 248

[16] ہالاکنڈی (ہالا قدیم) ضلع حیدرآباد کاایک قصبہ ہے جو شہر حیدرآباد سے شمال کی جانب تقریباً تیس (30) میل کے فاصلے پر ہے۔

Hala Kundi(Old Hala) is a town of District Hyder Abad which is situated 30th Miles away from the Hyder Abad city.

[17] وفاراشدی، ڈاکٹر، تذکرہ علمائے سندھ، مکتبہ اشاعت اردو، فیصل ٹاؤن، کراچی، ط۔2000ء، ص34

Wafa Rashidi, Dr, *Tazkira Ulema e Sindh*, (Maktaba`h Isha`at Urdu, Faisel Town, Karachi, 2000) P 34

[18] محولہ بالا، ص44

Ibid, P 44

[19] مشہور تو یہی ہے کہ شاہ ولی اللہ (م1176ھ) نے قرآن کریم کا سب سے پہلے فارسی ترجمہ کیا لیکن شاہ صاحب کا ترجمہ بارہویں صدی ہجری کا ہے جب کہ مخدوم نوح سرور ہالائی (م998ھ) کا ترجمہ دسویں صدی ہجری کا ہے۔اس طرح مخدوم ہالائی کے ترجمہ وتفسیر کو اولیت کا شرف حاصل ہے۔

It is well known that Shah Wali Ullah wat the first to translate the Holy Quran into Persian. But Shah Wali Ullah’s Trasnlation is from the 12th century AH while Makhdoom Nooh Sarwar Halaee’s Translation is from 10th century AH. Thus Makhtdoom Nooh’s Translation has the privilege of priority.

[20] وفاراشدی، تذکرہ علمائے سندھ، ص44

Wafa Rashidi, *Tazkira Ulema e Sindh*, P 44

[21] لکھنوی، نزھۃالخواطر، ج4، ص441

Lukhna`wi, *Nuzhat`al Khawatir*, V 4, P 441

[22] وفاراشدی، تذکرہ علمائے سندھ، ص39-38

Wafa Rashidi, *Tazkira Ulema e Sindh*, P 38-39

[23] لکھنوی، نزھۃالخواطر، ج4، ص327

Lukhna`wi, *Nuzhat`al Khawatir*, V 4, P 327

[24] بھٹی، فقہائے ہند، ج3، ص556

Bhati, *Fuqaha- e-Hind*, V 3, P 556

[25]اعظمی، محمد عارف عمری، تذکرہ مفسّرین ہند، دارالمصنفین (شبلی اکیڈمی) اعظم گڑھ، ج1، ص73

Azami, Muhammad Arif Umeri, *Tazkira Mufassireen e Hind*, *(Dar ul Musanifeen Shibli Academy, Azam Garh), V 1, P 73*

[26]رحمان علی، تذکرہ علماءِ ہند، ص347

Rehman Ali, Maulvi, *Tazkira Ulema-e-Hind*, P 347

[27]اعظمی، تذکرہ مفسّرین ہند، ج1، ص74

Azami, *Tazkira Mufassireen e Hind*, *V 1, P 74*

[28] ایضًا، ج1، ص99تا100

Ibid, V 1, P 99-100

[29]رحمان علی، تذکرہ علماءِ ہند، ص347

Rehman Ali, Maulvi, *Tazkira Ulema-e-Hind*, P 347

[30]اعظمی، تذکرہ مفسّرین ہند، ج1، ص79

Azami, *Tazkira Mufassireen e Hind*, *V 1, P 79*

[31] ایضًا، ج1، ص80

Ibid, V 1, P 80

[32]رحمان علی، تذکرہ علماءِ ہند، ص347

Rehman Ali, Maulvi, *Tazkira Ulema-e-Hind*, P 347

[33]لکھنوی، نزہۃالخواطر، ج5، ص94

Lukhna`wi, *Nuzhat`al Khawatir*, V 5, P 94

[34] ایضًا

Ibid.

[35]پسروری، علامہ ابوالبیان محمد داؤد، سیرت امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی، ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی، ط:1409ھ، ص55

Pisroori, Abu` Al Bayan Muhammd Dawood, Seerat` e Imam Rabbani Hazrat Mujadid Alif Sani, (H. M. Saeed Company, Karachi, 1409H), P 55

[36]عبدالعلی، فکر اسلامی کے فروغ میں شیخ احمد سرہندی کی خدمات، ادارہ علوم اسلامیہ، مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ، ط:2005، ص:33-34

Abdul Ali, Fikre` Islami k Farogh ma` Shaikh Ahmad Sirhindi ki Khidmat, (Idara Oloom e Islamia, Muslim University Ali Garh, 2005) P 33-34

[37]ندوی، سید ابوالحسن علی، تاریخ دعوت وعزیمت، مجلس نشریاتِ اسلام ناظم آباد، کراچی، ج4، ص148

Nadwi, Syed Abu Al`Hasan Ali, Tareekh e Dawaat wa` Azeemat, (Majlis e Nashriyat Islam, Nazim Abad, Karachi) V 4, P 148

[38]عبدالعلی، فکر اسلامی کے فروغ میں شیخ احمد سرہندی کی خدمات، ص:30

Abdul Ali, Fikre` Islami k Farogh ma` Shaikh Ahmad Sirhindi ki Khidmat, P 30

[39] پسروری، سیرت امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی، ص149

Pisroori, Seerat` e Imam Rabbani Hazrat Mujadid Alif ` Sani, P 149

[40] لکھنوی، نزھۃ الخواطر، ص554

Lukhna`wi, Nuzhat`al Khawatir, V 3, P 554

[41] رحمان علی، تذکرہ علماءِ ہند، ص248

Rehman Ali, Maulvi, Tazkira Ulema-e-Hind, P 248

[42] ایضًا، ص

Ibid.

[43] بھٹی، فقہائے ہند، ج3، ص186

Bhati, Fuqaha- e-Hind, V 3, P 186

[44] ایضًا

Ibid.

[45] لکھنوی، نزھۃ الخواطر، ص555تا556

Lukhna`wi, *Nuzhat`al Khawatir*, V 3, P 555-556

[46] رحمان علی، تذکرہ علماءِ ہند، ص248

Rehman Ali, Maulvi, *Tazkira Ulema-e-Hind*, P 248